سوال

(231) سماع موتٰی ثابت ہے یا نہیں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں، علمائے دین کہ سماع موتٰی ثابت ہے یا نہیں، جواب حنفی مذہب سے ہو۔ اور حنفی مذہب کی کتب معتبرہ سے سند ہو۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سماع موتٰی حنفی مذہب میں ثابت نہیں، بلکہ حنفی مذہب کی کتب معتبرہ میں اس کی صراحۃً نفی ثابت ہے، چنانچہ کتب معتبرہ کی عبارتیں نفی سماع موتٰی کےلیے اس پرچہ میں نقل کی جاتی ہیں:

((واما الکلام فلان المقصود منہ الافہام والموت ینافیہ ولا یرد ما فی الصحیح من قولہ ﷺ لاھل قلیب بدر ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقال عمر اتکلم المیت یا رسول اللہ فقال علیہ السلام والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع من ھٰؤلاء او منھم فقد اجاب عنہ المشائخ بانہ غیر ثابت یعنی من جھة المعنی وذلک لان عائشة روت بقولہ تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور انک لا تسمع الموتی وانہ انما قالہ علی وجہ الموعظة للاحیاء وبانہ مخصوص باولٰئک تضعیفا للحسرۃ علیھم وبانہ خصوصیة لہ علیھم السلام معجزۃ لکن یشکل علیھم ما فی مسلم ان المیت لیسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا الا ان یخصوا ذلک باول اولضع فی القبر مقدمة للسوال جمعا بینہ وبین الاٰیتین فانہ شبہ فیھما الکفار بالموتی بعدم افادۃ سماعھم وھو فرع عدم سماع الموتی ھذا حاصل ما ذکرہ فی الفتح ھان وفی الجنائز ومعنی الجواب الاولی انہ وان صح سندہ لکنہ معلوم من جھتہ المعنی بعلة تقتضی عدم ثبوتہ عنہ علیہ السلام وھی مخالفة للقراٰن فافھم عبارت رد المختار المشتہر بشامی ج ۳ ص ۱۲۰ مطبع مجتبائی دہلی))

''یعنی اگر کوئی قسم کھا کر کسی زندہ کو کہے کہ میں تجھ سے کلام نہیں کروں گا پس اگر وہ اس سے اس کے مرنے کے بعد کلام کرے، تو وہ حانث نہ ہوگا، کیونکہ کلام سے مخاطب کو سمجھانا مقصود ہوتا ہے، اور موتٰی سمجھ نہیں سکتے، اگر اس پر کوئی اعتراض کرے، کہ آنحضرت ﷺ نے موتٰی کفار بدر کو (جو گہرائی میں پھینکے گئے تھے) کہا آیا تم اپنے رب کے وعدہ کو جو اس نے تمہاری ہلاکت کے بارہ میں کیا تھا، حق اور سچ پایا، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آیا آپ میت سے کلام کرتے ہیں، فرمایا آنحضرت نے قسم ہے، اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، (یعنی خدائے عزوجل) رتم لوگ ان سے یزادہ نہیں نستے (یعنی وہ سنتے ہیں) اس شبہ کا جواب ہمارے فقہاء مشائخ نے کئی وجہ سے دیا ہے، وہوہذا۔''

اول یہ کہ گویہ حدیث الفاظ کی رو سے صحیح ہے، لیکن معنی کے رو ثابت نہیں، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو آیات شریفہ {وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ وَاِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی} ''اور نہیں سناتا تو اے محمد! اہل قبور کو، اور نہیں سناتا تو مردوں کو'' سے رد کر دیا ہے۔''

دوم وجہ یہ ہے کہ یہ کلام آنحضرت ﷺ نے ان مردوں سے زندوں کی نصیحت اور عبرت کے لیے کی ہے۔

سوم وجہ یہ کہ اگر ان کو زندہ مان بھی لیں تو یونہی مردوں کے ساتھ خاص ہے، اس وقت اللہ نے ان کو اس لیے زندہ کیا تھا کہ ان پر حسرت اور ندامت زیادہ ہو۔

چہارم وجہ یہ ہے کہ ان کا اس وقت زندہ ہونا آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے لیکن اس پر بموجب حدیث صحیح مسلم کے شبہ ہوتا ہے، کہ جب لوگ میت کو دفن کر کے لوٹتے ہیں، تو میت ان کی جوتیوں کا کھٹکا سنتی ہے، سو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ زندگانی میت کو خاص اسی وقت حاصل ہوتی ہے، تاکہ وہ منکر اور نکیر کے سوالوں کا جواب دے سکے، اس حدیث کے یہ معنی اس لیے ہیں کہ درمیان حدیث مذکور اور دو آیۃ مذکورہ کے تعارض و تخالف واقع نہ ہو، کیونکہ ان دو آیتوں میں اللہ عزوجل شانہٗ نے کفار کو موتی کے ساتھ اس امر میں تشبیہ دی ہے کہ کفار سننے سے فائدہ نہیں اٹھاتے، اور یہ تشبیہ ان میں تب ہی ثابت ہوتی ہے، جب موتٰی کا نہ سننا ثابت ہو، یہ اُس عبارت کا خلاصہ و ماحصل ہے جو فتح القیر کے باب الیمین اور کتاب الجنائز میں واقع ہے، اور پہلے جواب کا حاصل یہ ہے، کہ اگرچہ حدیث قصہ بدر کی سند صحیح ہے، لیکن وہ معنی کی رو سے معلول ہے، اور اس میں علت یعنی خفی نقص یہ ہے کہ اس حدیث کا آنحضرت ﷺ سے نہ ثابت ہونا پایا جاتا ہے، کیونکہ قرآن شریف کے مخالف ہے۔

((وکذالک الکلام یعنی اذا حلف لایکمہ اقتصر علی الحیوۃ فلو کلمہ بعد موتہ لَایحنث لان المقصود منہ الافہام والموت ینا فیہ لانہ لایسمع وال یفھم واردانہ قال لاھل القلیب قلبی بدر ھل وجدتم ما وعد ربکم حق فقال عمر اتکلم الموتی یا رسول اللہ فقال ﷺ والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع من ھولاء او منھم واجیب بانہ غیر ثابت یعنی من جھۃ المعنی والفھوفی الصحیح وذلک بسبب ان عائشۃ ردتہ بقولہٖ تعالیٰ وما انت بمسمع من فی القبور فانک لَاتسمع الموتی وبانہ انما قال لہ علی وجہہ الموعظۃ للاحیاء لالافہام الموتی کما روی عن علی رضی اللہ عنہ انہ قال السَّلام علیکم دار قوم مومنین اما نسائکم فنکحت واما اموالکم فقسمت واما دورکم فقد سکنت فھذا خبر کم عندنا وما خبرنا عندکم وبانہ مخصوص باولٓئک تضعیفا للحسرۃ علیھم لکن بقی انہ روی عنہ عرم ان المیت یسمع خفق نعالھم اذا نصرفوا وفی کتاب الجنائز وتارۃ بان تلک الخصوصیۃ لہ علیہ الصلوٰۃ والسلام معجزۃ وزیادۃ حسرۃ علی الکافرین وتارۃ بانہ من ضرب المثل کما قال علی رضی اللہ عنہ ویشکل علیھم ما فی مسلم ان المیت یسمع قرع نعالھم اذا انصرفوا اللھم الا ان یخصوا ذلک باول الوضع فی القبر مقدمۃ للسوال جمعا بینۃ وبین الاٰیتین فانھما یفید ان تحقیق عدم سماعھم فانہ تعالیٰ شبہ الکفار بالموتی لافادۃ تعذر سماعھم وھو فرع عدم سماع الموتی))

(یہ عبارت فتح القدیر کی جلد ۱ ص ۲۸۳۱ وج ۲ ص ۵۴ کتاب الجنائز میں مذکور ہے۔)

''یعنی اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں فلاں شخص سے کلام نہیں کروں گا، تو یہ قسم صرف زندگی تک رہ سکتی ہے، اگر اس کے مرنے کے بعد اس سے کلام کی تو حانث نہ ہوگا۔ کیونکہ کلام سے مقصود سمجھانا ہوتا ہے، اور موت اس کی منافی ہے، کیونکہ میت نہ سنتی ہے، اور نہ سمجھتی ہے، اور اس پر جو یہ شبہ ہوتا ہے، کہ آنحضرت ﷺ نے اہل قلیب بدر کو فرمایا کہ تم نے اللہ کے وعدہ کو جو اُس نے تمہاری ہلاکت کی بابت کیا تھا، سچ پایا، اور اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ آپ میت سے سوال کرتے ہیں، فرمایا آنحضرت ﷺ نے قسم ہے، اللہ کی کہ میں جو کچھ ان کو کہتا ہوں، تم ان سے زیادہ نہیں سنتے، سو اس کا جواب یہ ہے، کہ یہ حدیث گو لفظاً صحیح ہے، کہ بخاری شریف کی ہے، مگر معنی کی راہ سے صحیح نہیں ہے، کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس پر انکار کیا۔ اور اس کے مقابل میں یہ دو آیت شریف پڑھیں: { وَمَا اَنتَ بِمُسمِعٍ مَّ فِی القُبُورِاِنَّکَ لَا تُسمِعُ المَوتٰی }

دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ آپ نے زندوں کی نصیحت کے لیے فرمایا ہے، نہ مردوں کو سمجھانے کے لیے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ انھوںنے مردوں کو کہا کہ السلام علیکم! اے قوم مومنوں کی صاحبان خانہ گور۔ تمہاری عورتوں نے نکاح کر لیے تمہارے مال تقسیم کیے گئے۔ تمہارے گھروں اور اور لوگ آباد ہوگئے۔ یہ تو تمہاری ہم کو خبر ہے، پس بتاؤ کہ ہماری تم کو کیا خبر ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے، کہ یہ زندگی اُن مردوں کے ساتھ خاص ہے۔ ان کو اس لیے زندہ کیا کہ ان کو حسرت اور ندامت زیادہ ہو، اور اسی کتاب کے باب الجنائز میں اس شبہ کا یہ جواب ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ معجزہ ہے تو کہ ان پر حسرت زیادہ ہو۔

چوتھا جواب یہ ہے۔ جو یہ ایک مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جیسا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے، لیکن اس پر ایک یہ شبہ ہوتا ہے کہ حدیث صحیح مسلم میں وارد ہے کہ

جب لوگ میت کو دفن کر کے واپس ہوتے ہیں۔ میت ان کی جوتیوں کی آواز سنتی ہے۔ اس سے سماع موتیٰ ثابت ہوتا ہے۔‘‘

سو اس کا جواب فقہا نے یہ دیا ہے کہ یہ زندگی ان کو اسی وقت اس لیے حاصل ہوتی ہے تو کہ وہ فرشتوں کے سوال کا جواب دے سکیں۔ اور یہ معنی اس لیے کیے گئے ہیں کہ ان دو آیت مذکورہ اور حدیث کے درمیان موافقت ہو جاوے۔ کیونکہ ان دو آیتوں سے سماع موتیٰ کی نفی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کفار کو موتیٰ سے تشبیہ دی ہے۔ اس لیے کفار سننے سے فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اور یہ اس بات پر موقوف ہے۔ کہ مردے نہیں سنتے:

((لان المقصود من الکلام الافھام ولاموت نیافیہ۔ لان المراد من الکلام الاسماع والمیت لیس باھل الاسماع الاتری الی قولہ تعالیٰ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ فان قیل قد روی انہ علیہ السلام کلم اصحاب القلیب یوم بدر حیث سماھم باسمائھم فقال ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقد وجدت ما وع فی ربی حقا۔ قلت اجاب الاکمل بان ذلک کان معجزۃ لہ علیہ السلام وقال الاتری انھم لما قالوا یا رسول اللہ انھم لایسمعون۔ فقال انھم یسمعون کما تسمعون وانما اراد بھم انھم یعلمن ان الذی قلت لھم حقا قال کاکی فان قیل قد روی ان قتلی بدر لما اُلقوا فی القلیب قام رسول اللہ ﷺ علی راس القلیب وقال ھل وجدتم ما وعدہ ربکم حق۔ فقال عمر رضی اللہ عنہ اتکلم المیت یا رسول اللہ ﷺ فقال علیہ السلام ما انتم باسمع من ھولاء قلنا ھو غیر ثابت فانہ لما بلغ ھذا الحدیث عائشۃ رض اللہ تعالیٰ عنھا قالت کذبتم علی رسول اللہ ﷺ فانہ تعالیٰ قال انک لا تسمع الموتی وَمَا انت بِمُسْمِعٍ من فِی القبور علی انہ علیہ السّلام کان مخصوصا بہ معجزۃ لہ وقیل المقصود وعظ الاحیاء لا افہام الومتی کام روی عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ اذا اتی المقابر قال علیکم السلام دیار قوم مؤمنین اما نساؤکم فقد نکحت واموالکم فقد قسمت واما دارکم فقد سکنت فھذا خبرکم عندنا وما خبرنا عندک۔ عبارت عین شرح ہدایہ جلد ثانی ص ۶۴۰ مطبوعہ عالی لکھنو))

’’کیونکہ مقصود کلام سے سنانا ہے، اور میت سننے کے لائق نہیں ہے۔ آیا نہیں دیکھتا تو طرف اس کی کہ اللہ فرماتا ہے۔ ((اِنک لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ)) اگر کوئی شبہ کرے، کہ آنحضرت ﷺ نے بدر کے مردوں سے کلام کی اور ان کو ان کے ناموں سے پکارا، اور فرمایا ((ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقد وجدت ما وعدنی ربی حقا)) میں کہتا ہوں۔ اس کا جواب ملا اکمل نے یہ دیا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے۔ اور فرمایا کیا، تو دیکھتا نہیں۔ کہ جب لوگوں نے کہا یا رسول اللہ یہ تو سنتے نہیں۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے جیسے تم سنتے ہو، یہ بھی سنتے ہیں۔ اور آنحضرت ﷺ کی غرض اس سے یہ تھی کہ جب کچھ میں ان کو کہتا ہوں، اس کو یہ حق جانتے ہیں۔ کہا کاکی نے اگر کوئی شبہ کرے کہ جب مقتول بدر گڑھے میں ڈالے گئے۔ اور آنحضرت ﷺ نے گڑھے پر کھڑے ہو کر فرمایا: ((ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا)) حضرت عمر رض اللہ عنہ نے کہا: آیا میت سے کلام کرتے ہو، آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا: تم لوگ ان سے زیادہ نہیں سنتے تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ خبر ثابت نہیں، کیونکہ جب یہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے فرمایا: تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: {اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ} علاوہ اس کے یہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ خاص اور آنحضرت کا معجزہ ہے، اور بعض کا جواب یہ ہے کہ اس سے مقصود زندوں کو وعظ کرنا تھا۔ نہ مردوں کو سنانا جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ قبروں پر آئے، سلام کہہ کر فرمایا اے مؤمنین! قبروں والو! تمہاری عورتوں نے نکاح کر لیے تمہارے مال بٹ گئے، تمہارے گھروں میں اور آ بسے یہ تمہاری خبر ہم کو ہے۔ اور ہماری تم کو کیا خبر ہے۔‘‘

((قولہ وکذلک الکلام بان حلف لایکلم فلانا اولا یدخل دار فلان لان المقصود من الکلام الافہام وذا بالاستماع وذا لایتحقق بعد الموت فان قیل روی ان قتلی بدر من المشرکین لام القوافی القلیب قام رسول اللہ ﷺ علی اھل القلیب وقال ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقال عمر رضی اللہ عنہ اتکلم الموتیٰ یا رسول اللہ ﷺ فال ما انتم باسمع من ھؤلاء قلنا ھو غیر ثابت فانہ لما بلغ ھذا الحدیث لعائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت کذبتم علی رسول اللہ ﷺ قال اللہ تعالیٰ انک لا تسمع الموتی وَمَا انت بمسمع من فی القبور ثم لو صح ذلک کان ذلک معجزۃ رسول اللہ وقیل المقصود بذلک وعظ الاحیاء ال افھام الموتی ونظیرہ ما روی ان علیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان اذا اتی المقبر قال علیکم السلام دیار قوم مؤمنین اما نساؤکم فقد نکحت واما اموالکم فقد قسمت واما دارکم فقد سکنت فھذا خبرکم عندنا فما خبرنا عندکم۔ عبارت کفایہ شرح ہدایہ ج ۲ ص ۱۴۲ مطبوعہ احمدی دہلی))

’’مردے سے کلام کرنے سے حلاف حانث نہں ہوتا۔ کیونکہ مقصود کلام سے سمجھانا ہوتا ہے۔ اور یہ موت کے بعد ثابت نہیں۔ اگر شبہ گذرے کہ جب بدری کافر گڑھے میں دالے گئے۔ تو آنحضرت نے ان پر کھڑے ہو کر فرمایا: ((ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا)) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر کہا: یا رسول اللہ ﷺ! موتیٰ سے کلام کرتے ہو۔ فرمایا: تم ان سے زیادہ نہیں سنتے تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ یہ خبر ثابت نہیں ہے۔ کیوں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جب یہ خبر پہنچی تو فرمایا: تم نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ کہا ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : {انک لاتسمع الموتی ۔ وما انت بمسمع من فی القبور} پھر اگر اس خبر کو صحیح بھی مان لیویں ۔ تو یہ آنحضرت ﷺ کا معجزہ ہے ۔ اور یہ بھی جواب دیا گیا ہے ۔ کہ مقصود اس سے زندوں کو وعظ کرنا تھا ۔ نہ مردوں کو سمجھانا ۔ مثال اس کی یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ قبروں پر گذرے تو فرمایا : سلام تم پر اے قوم مؤمنین اہل قبور تمہاری عورتوں نے نکاح کرلیے ، اور تمہارے مال تقسیم ہوگئے ۔ تمہارے گھروں میں کوئی سکونت کےلیے اور آبسے یہ خبر تمہاری تو ہم کو ہے ۔ پس ہماری تم کو کیا خبر ہے ۔''

اس عبارت کا حاصل بھی یہی ہے ، جو مکرر بیان ہوچکا ہے :

((وکذلک لوقال ان کلمتک فعبدی حر فکلمہ بعد موتہ لایحنث لان المقصود من الکلام الافہام وذاال یتحقیق فی المیت فان قیل قد روی ان النبی ﷺ قد تکلم اصحاب القلیب من اھل البدر من الکفار حین القاھم فی القلیب قام علی راس القلیب وقال ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فقال عمر رضی اللہ عنہ اتکلم المیت یا رسول اللہ ﷺ فقال ما انتم باسمع من ھولاء قلنا ھٰذا غیر ثابت بقولہ تعالیٰ انک لاتسمع الموتی وقولہ وَمَا انت بمسمع من فی القبور وان ثبت فھو معجزۃ لرسول اللہ ﷺ وقیل المقصود من ذلک وعظ الاحیاء لاافہام الموتی : عبارت کاب مستخلص برکتنز الدقائق ص ۱۶۳ فی المطبع الواقع فی لکھنو

والموصل للثواب الی المیت ھو اللہ تعالیٰ سبحانہ لان المیت لایسمع بنفسہ ۔ عبارت شرح فقہ اکبر ص ۱۵۹ مطبع محمدی واقع لاہور))

''میت کو اللہ کے سوا ثواب کوئی نہیں پہنچا سکتا ۔ کیونکہ میت خود نہیں سن سکتی ہے :''

((اذا حلف لایکلم فلانا ابداً وکمہ بعد مَا مات لایحنث فی یمینہ کذافی المحیط فی الفصل الثانی والعشرین فتاویٰ عالمگیری جلد ثانی ص ۳۹))

''جب قسم کھاوے آدمی کہ فلاں شخص سے کبھی کلام نہیں کروں گا ۔ پھر اس نے اس کے مرنے کے بعد کلام کی تو وہ اپنی قسم میں حانث نہ ہوگا ۔''

((رای الامام ابو حنیفۃ من یاتی القبور لاھل الصلاح فیسلم ویخاطب و یتکلم ویقول یا اھل القبور ھل لکم من خبر وھل عندکم من اثر انی اتیتکم ونادیتم من شھور ولیس سوالی منکم الا الدّعاء فھل دریتم ام غفلتم فسمع ابو حنیفۃ یقول یخاطب بھم فقال ھل اجابوا لک قال لافقال لہ سحقاً وتربت یداک کیف تکلم اجساداًلَ یستطیعون جواباً ولا یملکون شیئا ولایسمعون صوتاً وقرأوما انت بمسمع من فی القبور فتاویٰ غرائب فی التحقیق الذاہب الامام الاعظم))

''دیکھا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہ ایک شخص مقابر اولیاء میں آتا ہے ، پس سلام کرتا ہے ، اور خطاب و کلام کرتا ہے ، اور کہتا ہے ، اے اہل القبور آیا ہے ، تم کو خبر اور ہے ، کچھ تمہارے پاس اثر کہ میں آتا ہوں تمہارے پاس اور پکارتا ہوں ، تم کو مہینوں سے اور نہیں سوال میرا تم سے مگر دعا پس آیا خبر دار ہو یا غافل ۔ پس سنا ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کلام اور خطاب اُس کے کو اہل قبور سے پس کہا ۔ ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے آیا جواب دیا ۔ تجھ کو انہوں نے کہا نہیں ، پھر کہا ۔ امام نے دوری ہو جیو تجھ کو رحمت خدا سے اور خاک میں ملیں تیرے دونوں ہاتھ کیا کلام کرتا ہے ، تو مردوں سے کہ طاقت نہیں رکھتے جواب کی ۔ اور مالک نہیں کسی چیز کے ۔ اور کسی کی آواز نہیں سنتے ۔ اور پڑھی یہ آیت : {وما انت بمسمع من فی القبور} ''یعنی تو نہیں سنا سکتا ۔ اہل قبور کو ۔'' پس بیچ زجر و توبیخ امام ہمام کے پکارنے والے کے حق میں تامل کران نہ چاہیے ۔''

((لانزاع فی ان المیت لایسمع انتہی ۔ شرح مقاصد ۔ وکان حدیث ما انتم باسمع منھم لم یثبت عندھا ومذھبنا ان اھل القبور یعلمون ما سمعوا قبل الموت ولایسمعون بعد الموت ۔ کرمَا فی شرح بخاری))

''یعنی حدیث ((ما انتم باسمع منھم)) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک ثابت نہیں ۔ اور ہمارا مذہب یہ ہے ، کہ اہل قبور مرنے کے پہلے سنتے جانتے تھے ، اور موت کے بعد نہیں سنتے ۔''

((واما قولہ انک لاتسمع الموتیٰ ونحن لاتنکران المیت لایسمع)) (ابکار الافکار)

یعنی ہم عدم سماع موتی کے منکر نہیں۔

((الصالحیۃ اصحاب الصالحی ومذھبھم انھم جوزواقیام العلم والقدرۃ والارادۃ والسمع والبصر بالمیت ویلزمھم جوازان یکون الناس مع اتصافھم بھذہ الصفات امواتا وان لایکون اللّٰہ تعالیٰ حیا۔ شرح موافق وھٰؤلاء کالموتی الذین لایسمعون۔ (بیضاوی) ای الکفار شبھھم بھم فی عدم السماع (جلالین) ان الذین تحرص علی ان یصدقوک بمنزلتہ الموتی الذین لایسمعون۔ (کشاف))

''فرقہ معتزلہ صالحیہ اصحاب صالحی کے ہیں۔ ان کا مذہب ہے کہ علم اور قدرۃ اور ارادہ اور سمع اور بصر میت میں موجود ہے، لیکن ان پر اعتراض لازم آتا ہے، کہ زندہ لوگوں کو بھی بایں صفات مردہ کہیں، اور اللہ تعالیٰ زندہ نہ ہو۔''

یعنی کفار مثل مردوں کی ہیں، جو نہیں سنتے۔

یعنی کفار کو اللہ تعالیٰ نے مردوں سے نہ سننے میں تشبیہ کی ہے۔

یعنی اے محمد ﷺ! جن کفار سے تو یہ امید رکھتا ہے، کہ تیری تصدیق کریں۔ وہ بمنزلہ مردوں کے ہیں۔ جو نہیں سنتے، اور نیز عدم سماع موتٰی مذکور ہے، جامع الصغیر ونہایہ وعنائیہ و نہایۃ العقول مؤلفہ امام رازی واحاشیہ بیضاوی مؤلفہ خفاجی وشرح بخاری امام سیوطی نظم الدلائل وشاشی ومعالم نیشاپوری وجامع القرآن ومنشور وغیرہ میں ہے، یہاں تک جو بیان ہوا ہے وہ مذہب حنفی کے مطابق منقول ہے، اور اگر حدیث کی طرح رجوع کیا جائے، تو حدیث سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ موتٰی نہیں سنتے۔ کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ نیند اور موت دونوں بہنیں ہیں۔ جب آدمی نیند میں نہیں سنتا ہے۔ جو چھوٹی بہن ہے، اور جس میں کچھ دنیا میں بھی تعلق ہے، تو موت میں کب سن سکتا ہے، جو بڑی بہن ہے، اور جس میں بالکل دنیا سے بے تعلقی ہے۔

امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

((الموت والنوم یشترکان فی کون کل واحد منھما توفیان النفس ثُم یمتاز کل واحد منھما عن الآخر بخواص معینہ۔ ۱۲))

''یعنی موت اور نیند نفس کے فوت کرنے میں یکساں ہیں، فرق ہر ایک میں بعض خصوصیتوں سے ہے۔

((وعن ابی جحیفۃ قال کان رسول اللّٰہ ﷺ فی سفرہ الذی ناموا منہ حتی طلعت الشمس ثم قال انکم کنتم امواتا فرد اللّٰہ الیکم ارواحکم رواہ ابن شیبۃ وعن قتادۃ ان النبی ﷺ قال لیلۃ الوادی ان اللّٰہ قبض ارواحکم ابن شیبۃ وعن قتادۃ ان النبی ﷺ قال لیلۃ الوادی ان اللّٰہ قبض ارواحکم حین شاء وردھا حین شاء رواہ البخاری والنسائی وابوداؤد واحمد وابن شیبۃ))''

''اور ابی جحیفہ سے مروی ہے کہ تھے آنحضرت ﷺ جس سفر میں لوگ سوگئے، اور نماز قضاء ہوگئی، یہاں تک کہ سورج نکل آیا۔ فرمایا آنحضرت ﷺ نے تحقیق تم مردے تھے، تمہاری طرف اللہ نے تمہارے روح پھیر دیئے۔''

یعنی آنحضرت ﷺ نے وادی کی رات میں فرمایا: تحقیق اللہ نے جب چاہا تمہارے ارواح کو قبض کرلیا۔ اور جب چاہا چھوڑ دیا۔

اور اگر صرف عقل اور فلسفہ کی طرف دیکھا جائے۔ تو اس سے بھی عدم سماع موتٰی ہی ثابت ہے۔ چنانچہ علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں:

((لما کان ادراک الجزئیات مشروطا عند الفلاسفۃ بحصول الصورۃ فی الآلات فعند مفارقۃ النفس وبطلان الالات لا تبقی مدرکۃ للجزئیات ضرورۃ انتفاء المشروط بانتفاء الشرط))

''یعنی جب جزئیات یعنی خاص چیزوں کا جاننا حکما فلاسفہ کے نزدیک اس شرط پر ہے کہ صورت شے کی آلات یعنی حواس میں آوے۔ تو پس جب نفس نے حواس کو چھوڑ دیا۔ اور حواس فنا ہوگئے، تو نفس کا جزئیات کا جاننا بھی باطل ہوگیا۔ کیونکہ شرط کے جانے سے شرط والی چیز بھی جاتی رہتی ہے۔''

اورشاہ عبدالعزیزاپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں : ارواحیکہ ازابدان مفارق شدہ اند،تاثیر آنہادرعالم اصلاور شرع نیامدہ وہم باعتبار فلسفہ تاثیر آنہا درعالم اصلادرست نمے آیدنزیراکہ فلاسفہ ارواح مفارقہ رایامشغول بہ لذات روحانی سیدانند وگرفتار آلام روحانی آنہاراتصرف درعالم کجااست۔ ۱۲۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عدم سماعی موتٰی قرآں شریف وحدیث شریف وکتب فقہ سے مفصل ثابت ہے۔ اوراس کے مقابلے یعنی سماع موتٰی ہیں۔ اول توکوئی دلیل نہیں۔ اوراگر کوئی ہے بھی تودلائل عدم سماع کے مقابل وبرابر نہیں ہوسکتیں۔ کیوں کہ عدم سماع موتٰی ایسا صریح نص قرآنی سے ثابت ہے۔ جویقین مفیداور قطعی الثبوت ہے۔ (لواء المہدی، ص ۲۲۔ ۲۳، بقیہ باب الروح)

[فتاویٰ علمائے حدیث](#)

جلد 05 ص 397-408

محدث فتویٰ